



ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ”نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی، یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور و رحیم ہے۔“ اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلا یا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور اے نبیؐ، نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں، اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیبی والے ہیں۔ اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی آگساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ آزمائش اور مقابلے کی حکمت عملی ان آیات مبارکہ میں ہمارے رب نے ہمیں ان مراحل سے بھی آگاہ کر دیا جن سے اہل حق کو گزرنا پڑتا ہے، اور ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے صحیح حکمت عملی اور راہِ عمل کی طرف بھی رہنمائی فرمادی جس کے ذریعے مخالفتوں کا مقابلہ کیا جانا چاہیے۔ جواب میں انتقام اور بدی کے بدلے بدی کا راستہ اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور صبر و استقامت اور حق و شرافت کے ہتھیاروں سے غلط فہمیوں کو دور کرنے اور انسانوں کے دل میں خیر کا جو عنصر ودیعت کیا گیا ہے، اسے بیدار کر کے نیکی کی راہ کو غالب کرنے کی جدوجہد کو اختیار کرنے کی ہدایت کی جا رہی ہے۔ واضح رہے کہ صبر و استقامت کا راستہ عدل و انصاف سے عبارت ہے۔ انتقام اور ظلم و زیادتی اختیار کرنا مقصد کو فوت کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، اور انسانی زندگی ایک خرابی کے بعد دوسری خرابی کی آماج گاہ بن جاتی ہے۔ اصلاح اور خیر کا راستہ بدی کو نیکی اور بھلائی سے دور کرنا ہے اور جہاں غلط کار قیادت اور اولی الامر کے غلط فیصلوں اور اقدام پر مداخلت کا راستہ بند کیا ہے، وہیں اصلاح احوال کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے ہی کو اختیار کرنے اور اس پر قائم رہنے کی ہدایت کی ہے۔ ارشاد باری ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ

النساء: ۵۹) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان لوگوں (O تُوْمَتُونَ بِاللَّهِ لِيَوْمِ الْأَحْزَابِ لَكُمُ خَيْرٌ مَّا تَوِيلُكُمْ

کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور رسولؐ کی آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ تمام اہل ایمان کو خواہ وہ اصحابِ امر ہوں یا عام افراد، عدل و انصاف پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی ہدایت فرمائی گئی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ عَلَىٰ آلَا تَعْدِلُوا طَاعِدُوا أَقْدِفَ هُوَ

المائدہ: ۸) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی (O اقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ عالم عرب اور انخوان اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو ”وسط و سطر“ قرار دیا ہے اور اُمت کے افراد کے درمیان بلا لحاظ تہ، نسل، اور حیثیت، وحدت اور اخوت کا رشتہ قائم کیا ہے اور ان کے باہمی تعلقات کو رجماء بینہم کے حسن تعلق کی شکل

میں بیان فرمایا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ: **الدِّينُ النَّصِيحَةُ**۔ دین ایک دوسرے کی خیر خواہی کا نام ہے۔

“اصحابِ رسول رضوان اللہ جمیعین نے پوچھا: لمن؟ ”کن سے؟“

:آپ نے فرمایا

لِلدِّينِ وَالرُّسُولِ وَالْكِتَابِ وَالْإِمَامِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْعَامَّةِ هُمْ

اللہ سے، اللہ کے رسول سے، اللہ کی کتاب سے، مسلمانوں کے اولی الامر سے اور عام مسلمانوں سے۔

نصیحت کا یہی وہ تعلق ہے جس کی بنا پر ہم مسلمان حکمرانوں، خصوصیت سے عرب دنیا کے حکمرانوں کو پوری دل سوزی کے ساتھ دعوت دیتے ہیں کہ مصر میں عالم عرب کی سب سے بڑی اسلامی تحریک اخوان المسلمون کے ساتھ اس وقت جو ظلم ہو رہا ہے، نہ اس پر خاموش تماشائی بنیں اور نہ کسی طرح بھی اور کسی شکل میں بھی ظلم کرنے والوں کے لیے تقویت کا ذریعہ بنیں۔ صحیح راستہ اس ظلم کوڑ کو انے اور مصر کی حکومت کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کا ہے جس کے لیے ہر صاحبِ امر اور صاحبِ خیر کو متحرک ہونا چاہیے۔ اُمت مسلمہ کا اجتماعی ضمیر اس باب میں یکسو ہے کہ جس طرح مصر میں ایک منتخب صدر کو ہٹایا گیا ہے اور پھر جس طرح اخوان المسلمون اور دوسرے تمام جمہوریت پسند عناصر کو نشانہ ظلم و ستم بنایا جا رہا ہے وہ حق و انصاف کا خون ہے اور خود مصر اور عالم عرب کے مفاد سے متصادم ہے۔ اسلام اور اسلامی تحریکات کے خلاف جو عالم گیر جنگ امریکا اور اس کے اتحادیوں نے برپا کی ہوئی ہے اور جس کی فکری تکمیل اسرائیل اور صہیونی عناصر کے ہاتھ میں ہے، ہمارے حکمرانوں کو اس ناپاک کھیل کو سمجھنا چاہیے اور تصادم کی جگہ افہام و تفہیم کے ذریعے اسلامی اقدار کی پاس داری، ملک کے دستور اور قانون کے احترام اور جمہوری روایات کے فروغ کے راستے کو اختیار کرنا چاہیے۔ اس میں سب کے لیے خیر ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر عرب اور مسلمان ملک اپنی آزادی، سلامتی اور اسلامی شناخت کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اخوان المسلمون ایک نظریاتی، اصلاحی اور جمہوری تحریک ہے۔ غلطی سے پاک کوئی انسانی کوشش نہیں ہو سکتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اخوان المسلمون ایک خیر کی دعوت ہے، اور اس نے اپنی ساری جدوجہد اسلامی مقاصد کے حصول کے لیے اخلاقی آداب اور معروف جمہوری روایات کے دائرے میں انجام دی ہے، اور عرب اور مسلم دنیا کے حقیقی مفادات کے تحفظ اور مسئلہ فلسطین کے منصفانہ حل کے لیے اس کی خدمات نوشہہ دیوار ہیں۔ مصر میں فوجی حکمران اسے جس طرح نشانہ بنائے ہوئے ہیں، وہ ایک صریح ظلم اور خود مصر، فلسطین اور عالم عرب کے حقیقی مفادات پر ضرب کاری ہے۔ ان حالات میں مظلوم کی مدد تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس پس منظر میں ہمیں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور بحرین کی حکومتوں کا مصر کی تقلید میں اخوان المسلمون اور حماس کو ’دہشت گرد‘ تنظیمیں قرار دینا نہایت تکلیف دہ اور افسوس ناک ہے۔ الدین نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ہم پوری دل سوزی سے ان تمام حکمرانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے رویے پر نظر ثانی کریں اور حق و انصاف کے تقاضوں کی پاس داری کرتے ہوئے اس روش کو

تبدیل کریں اور خود مصر میں اصلاح احوال کے لیے مثبت کردار ادا کریں، ورنہ اُمت میں مزید انتشار بڑھے گا اور حکمرانوں اور عوام میں خلیج و سیح تر ہوگی، اور خود عرب ممالک میں اختلاف اور تقسیم در تقسیم کی کیفیت پیدا ہوگی، جو اُمت کے مفادات کے خلاف ہے اور جس سے ہمارے دشمنوں کے عزائم کو تقویت ملے گی۔ اخوان المسلمون کا موقف اخوان المسلمون کوئی خفیہ تنظیم نہیں۔ وہ ۱۹۲۸ء سے دعوت و اصلاح کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا اس کا لٹریچر، اس کی فکر، دعوت، طریق کار اور خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس نے ابتلا اور آزمائش کے ادوار میں بھی اپنے اصولی، اصلاحی، اخلاقی اور جمہوری مسلک پر پوری استقامت سے قائم رہ کر عوام کے دلوں میں اُمت کا مقام بنا لیا ہے۔ محض مغربی اقوام کے پروپیگنڈے اور مصر میں جمہوریت کا خون کرنے والے عناصر کے بیانات سے اخوان المسلمون کی ۸۰ سالہ جدوجہد کو پادر ہوا نہیں کیا جاسکتا۔ ہم مصر کے حکمرانوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ شخصی اقتدار کی خاطر مصر، فلسطین، عرب دنیا اور مسلم اُمت کے حقیقی مفادات کو قربان نہ کریں، اور تصادم کی جگہ حق و انصاف پر مبنی مفاہمت کی راہ اختیار کر کے تمام سیاسی اور دینی قوتوں کو ساتھ لے کر چلنے کا راستہ اختیار کریں، اور ان عرب ممالک کے ارباب حل و عقد سے بھی اپیل کرتے ہیں جو اخوان کی مخالفت کے ناقابل فہم راستے کی طرف بڑھ رہے ہیں اور مسلمان عوام میں اضطراب اور مایوسی میں اضافہ کرنے کا باعث ہو رہے ہیں کہ وہ اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ اخوان المسلمون نے چند عرب حکمرانوں کے حالیہ اعلان پر جس رد عمل کا اظہار کیا ہے، وہ بڑا محتاط اور اصلاح احوال کے لیے ایک حکیمانہ رد عمل ہے۔ اخوان المسلمون کے اس سرکاری بیان پر ٹھنڈے دل سے اور اللہ کے سامنے جواب دہی کے احساس کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے، جس کی ہم اُمت مسلمہ کے تمام ہی اولی الامر کو خصوصیت سے دعوت دیتے ہیں۔ اخوان المسلمون کے مطابق: ”سعودی وزارت داخلہ کی جانب سے اچانک اخوان کا نام دہشت گرد تنظیموں کی فہرست میں شامل کرنے پر اخوان المسلمون کو انتہائی حیرت ہوئی ہے۔ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ فیصلہ اس مملکت کی طرف سے سامنے آیا ہے، جسے عوامی مفادات کے تحفظ، اُمت مسلمہ کی وحدت، معاشرتی اور قومی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کرنے اور صحیح اسلامی فکر کی ترویج کے لیے اخوان کی کوششوں کا سب سے زیادہ علم ہے اور جس نے ان مساعی کو ہمیشہ سراہا ہے۔ سعودی عرب اس راستے میں اخوان کو پیش آنے والی تکالیف اور آزمائشوں سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ اخوان اس حوالے سے درج ذیل وضاحت ضروری سمجھتی ہے: ۱۔ ملکی اُمور میں عدم مداخلت کے مستقل اصول پر قائم رہتے ہوئے ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ سعودیہ کی جانب سے سامنے آنے والا حالیہ موقف، مملکت کے بانی کے دور سے لے کر آج تک جماعت کے ساتھ سعودیہ کے تعلقات کی پوری تاریخ کے بالکل برعکس ہے۔ ۲۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ الاخوان المسلمون کی جماعت ہر طرح کے غلو اور انتہا پسندی سے دُور رہتے ہوئے صحیح اسلامی فکر اور سوچ کی ترویج و اشاعت میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ اس امر کی گواہی مملکت کے متعدد اکابر علمائے کرام اور حکام بھی کئی بار دے چکے ہیں۔ سعودی عرب میں بھی تمام لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ اخوان ہمیشہ علی الاعلان کہتی رہی ہے کہ جس حق پر وہ ایمان رکھتے ہیں، وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیمات سے مانو ذ طریقہ کار ہے اور نص صریح اور دلیل واضح پر مبنی ہے۔ ۳۔ اخوان، عالم اسلام کے ممالک کی سیاسی قیادت کے ساتھ واضح نظریاتی نقطہ ہائے نظر کی بنیاد پر تعامل کرتی ہے، جن میں سب سے اہم یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے معاشرے مسلم معاشرے ہیں۔ ہمارے اور ان کے مابین اور ان مسلم معاشروں کی مختلف سیاسی قوتوں اور حکومتوں کے مابین

نصیحت و خیر خواہی کا تعلق ہے نہ کہ دوسروں کو کافر یا خائن قرار دینے کا۔ اخوان نہ تو کسی ملک کو کافر قرار دیتی ہے، نہ مرتد کہ جس کی وجہ سے وہ اس کی دشمنی اور تصادم مول لے۔ اسی اصول کی بنا پر سعودیہ کے ساتھ اخوان کا تعلق بھی صرف اور صرف خیر خواہی اور مشورے پر مبنی ہے۔ ۴۔ اخوان کو اپنے نظریات اور فکر پر فخر ہے اور تمام مسلم معاشروں کے عوام کے ساتھ وابستہ اپنی تاریخ پر بھی۔ اس نے ہمیشہ اسلام کے جامع مفہوم کو اپنی دعوت کی پہچان بنایا ہے اور آئندہ بھی اسے اپنا بنیادی تعارف قرار دیتے ہیں۔ اخوان تقریباً ہر مسلمان ملک میں امت کا حصہ ہے اور اسی بنیاد پر وہ امت مسلمہ، عالم اسلام اور عوام کے مسائل حل کرانے کے لیے اپنا فرض ادا کرتے رہیں گے۔ جماعت اخوان ہر شہری کی آزاد اور عزت بخش زندگی یقینی بنانے کے لیے سیاسی میدان میں ملک کے تمام شہریوں سے تعاون پر یقین رکھتی ہے۔ سیاسی، دینی یا مذہبی اختلافات کے باوجود مختلف قومی شخصیات و جماعتوں سے اشتراک و اتحاد کرتی ہے اور یہ واضح اعلان کرتی ہے کہ وہ اسلام کے نام پر لوگوں کی نگرانی یا ٹھیکے دار نہیں بنائی گئی۔ جماعت اخوان اعلیٰ اخروی ہدف رکھتی ہے اور اس کا حصول تمام نظریاتی، معاشرتی، سیاسی اور دینی گروہوں سے گفت و شنید کے ذریعے ہی ممکن سمجھتی ہے۔ اخوان خیر خواہی کی راہ پر چلتے اور ملک و قوم کے مفادات کے برعکس کیے جانے والے ہر اقدام کی مخالفت جاری رکھتے ہوئے یہ واضح کرتی ہے کہ وہ اپنی سیاسی اور اصلاحی جدوجہد کو کسی بھی ملک میں محض کسی حکمران کی مخالفت کی بنیاد پر شروع نہیں کرتی۔ وہ ہر قسم کے تشدد، ایذا رسانی اور انتہا پسندی سے دور رہتے ہوئے حکمت پر مبنی دعوت اور خیر خواہی پر مبنی نصیحت پر یقین رکھتی ہے۔“ مسلم اُممہ کا رد عمل پاکستان کے عوام امت مسلمہ کی عظیم اکثریت کی طرح اخوان المسلمون کو مظلوم سمجھتے ہیں اور چند عرب حکمرانوں کے اخوان کو دہشت گرد جماعت قرار دینے پر بے حد مغموں اور مضطرب ہیں۔ تمام اسلام پسند قومیں تو اس پر دل گرفتہ اور شکوہ منگ ہیں ہی لیکن خود لبرل عناصر بھی اس پر اپنے انداز میں تنقید کر رہے ہیں اور عرب حکمرانوں کو اپنے رویے پر نظر ثانی کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں روزنامہ ڈان کے ادارتی تبصرے کے چند اقتباس پاکستان کی مجموعی رائے عامہ جو ہر طبقے اور مکتب فکر کے دل کی آواز ہے، کو سمجھنے میں مدد و معاون ہوں گے: سعودی عرب کے اخوان المسلمون کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے کے فیصلے سے قدامت پسند بادشاہت کے اُس وہم کے پیش نظر تعجب نہیں ہونا چاہیے، جو وہ نہ صرف انسانی حقوق اور جمہوریت کے لیے کھڑی ہونے والی تحریکوں بلکہ ان اسلامی گروپوں یا تحریکوں کے بارے میں بھی رکھتی ہے جو جمہوریت پر یقین رکھتی ہیں۔ اخوان المسلمون کا اپنا ایجنڈا ہو سکتا ہے اور اس کے اپنے اہداف اور مقاصد ہو سکتے ہیں جو زمانے کے تقاضے کے مطابق نہ ہوں، لیکن ایک طویل مدت سے حسن البنائے قائم کردہ یہ جماعت اقتدار حاصل کرنے کے لیے جمہوری عمل پر یقین رکھتی ہے۔ لیکن ریاض نے اخوان کی منتخب حکومت، جس کے سربراہ محمد مرسی تھے، کو برطرف کرنے والے فوجی انقلاب کو خوش آمدید کہا۔ صرف سعودی عرب ہی اس میں تنہا نہیں ہے۔ حالیہ دنوں میں خلیج کی دو اور بادشاہتوں \_\_\_\_\_ امارات اور بحرین \_\_\_\_\_ نے قطر سے اپنے سفیر واپس بلوا لیے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ قطر مصر میں غلط گھوڑے کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ سیاسی تحریکوں پر پابندیاں لگانے یا عسکریت پسند گروپوں کو پر کسی کے طور پر استعمال کرنے کے موثر ہونے کی اُمید نہیں۔ ان کے برعکس نتائج بھی نکل سکتے ہیں۔ ان حکومتوں کی یہ ضرورت ہے کہ اپنے ممالک اور معاشروں میں وسعت پیدا کریں اور اختلاف رائے اور عوام کی مرضی کو جگہ دیں، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرق اوسط کے علاقے کی مطلق العنان حکومتوں کو

اب اپنی داخلی اور علاقائی پالیسیوں پر از سر نو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ تبدیلی لانے والی عرب بہار کا تقاضا ہے کہ بنیاد پرستوں سے پہلے ہر ایک از سر نو غور و فکر کرے۔ (روزنامہ ڈان، ۱۰ مارچ ۲۰۱۳ء) یہ جذبات و احساسات صرف پاکستانی مسلمانوں ہی کے نہیں ہیں، درحقیقت پوری دنیا کے مسلم عوام کے ہیں جو بالعموم اور خصوصیت سے دینی قوتیں مصر اور چند عرب ممالک کے اس رویے پر بے حد مایوس ہوئی ہیں اور اسے حق و انصاف کے خلاف اور امت مسلمہ کے مفادات سے متصادم سمجھتی ہیں۔ ان ممالک کے حکمرانوں اور اربابِ حل و عقد کو مسلمان عوام کے جذبات کے بارے میں \_\_\_\_\_ Home Slider ضروری حساسیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ بھارت کے مسلمانوں کے جذبات کا اندازہ نئی دہلی سے شائع ہونے والے \_\_\_\_\_ کی اس رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو ۱۵ مارچ کو شائع ہوئی ہے: اخوان المسلمون کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے پر سعودی Indian Muslims حکمرانوں کی مذمت برابر بڑھ رہی ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بعد نمایاں مسلم علماء اور تنظیموں نے سعودی حکومت کو اخوان اور حماس کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے پر سخت لٹاڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ سعودی حکمرانوں نے جو حریم شریفین کے والی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، پوری دنیا میں مسلمانوں کو اپنے اس غیر منصفانہ اور خلاف اسلام فیصلے سے تکلیف پہنچائی ہے۔ جماعت اسلامی ہند، مرکزی جمعیت علماء آل انڈیا دینی مدارس بورڈ اور بہت سی دوسری مسلم تنظیموں نے سعودی عرب کے مصر میں قائم ہونے والی اخوان المسلمون کو ایک دہشت گرد تنظیم قرار دینے کے فیصلے پر سخت تنقید کی ہے اور اُمید کی ہے کہ سعودی بادشاہت فوری طور پر فیصلے پر نظر ثانی کرے گی۔ جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا جلال الدین عمری نے کہا کہ اخوان المسلمون نے جس تحریک کا آغاز کیا ہے وہ اسلامی اصولوں پر مبنی ہے۔ اس لیے اس پر پابندی یقیناً پوری مسلم دنیا کو تکلیف دے گی۔ انھوں نے کہا کہ اخوان المسلمون ایک بین الاقوامی اصلاحی اور سماجی تنظیم ہے، اور حماس وہ تنظیم ہے جو شرق وسط میں صیہونی ریاست کا بے خون سے مقابلہ کر رہی ہے۔ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا عیسیٰ منصور، فتویٰ موبائل سروس کے مفتی محمد راشد فاروقی، مدارس بورڈ کے سربراہ مولانا یعقوب بلند شہری اور جمعیت کے سیکرٹری مولانا فیروز اختر قاسمی نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ سعودی حکمرانوں نے اخوان المسلمون کو دہشت گرد قرار دے کر ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ انھوں نے شاہ عبداللہ اور سعودی عرب کے سرکردہ علماء سے اپیل کی ہے کہ اخوان کے بارے میں اس فیصلے کو واپس لیں۔ انھوں نے متنہ کیا کہ ساری دنیا کے مسلمان سعودی عرب کے اس اقدام کی مذمت کریں گے اور مزاحمت کریں گے۔ انھوں نے اُمید ظاہر کی کہ سعودی علماء سعودی حکمرانوں کو قائل کریں گے کہ وہ اس فیصلے کو واپس لیں۔ سعودی علماء کا یہ فرض ہے کہ اپنے حکمرانوں پر اس حوالے سے دباؤ ڈالیں، اس لیے کہ تمام مسلمان اس اقدام پر مشتعل ہیں۔ انھوں نے توجہ دلائی کہ مسلمان سعودی عرب کا بہت احترام کرتے ہیں، اس لیے کہ یہاں اسلام کے مقدس مقامات موجود ہیں، جب کہ اس ملک کے مطلق العنان حکمرانوں کے لیے جو مغربی طاقتوں کے آلہ کار ہیں، ان کے پاس کوئی محبت نہیں ہے۔ اس سے قبل دارالعلوم ندوۃ، لکھنؤ کا تاریخی ادارہ سعودی وفد کی آمد پر اس کی تحقیر کر کے اس ضمن میں سبقت لے گیا۔ امت کو درپیش چیلنج اسلام اور امت مسلمہ کے دشمنوں اور مخالفین کی کوشش ہے کہ مسلمانوں میں انتشار اور تصادم بڑھے اور مسلمان اپنی تمام قوتوں کو یک جا کر کے اصل مخالفین کا مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کا گریبان چاک کرنے اور اندرونی خلفشار اور جنگ وجدال میں الجھ کر اپنی قوت کو پارہ پارہ کر لیں۔ ہنری کسنجر نے تو ۱۹۶۰ء کی دہائی

میں کہا تھا کہ: ”مشرق وسطیٰ کو قابو میں رکھنے اور اسرائیل کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ضروری ہے شرق اوسط کو فرقہ واریت اور لسانی اور نسلی گروہ بندیوں کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کیا جائے۔“ چار سال پہلے تیونس سے عوامی انقلاب اور عرب دنیا کی بیداری کی جو نئی لہر ابھری تھی، اس نے مغربی دنیا میں خطرے کی گھنٹیاں بجادیں۔ ترکی اور عرب دنیا میں جو قربت ترکی میں طیب اردگان کی قیادت کی کوششوں سے رُو نما ہو رہی تھی، اس نے اسرائیل اور امریکا اور یورپ کے حکمرانوں کی نیندیں حرام کر دیں۔ عراق اور افغانستان میں امریکی افواج کی ناکامی نے اس علاقے کے بارے میں جو امریکا اور یورپ کے عزائم تھے، ان کو خاک میں ملادیا۔ ان حالات میں ایک بار پھر مسلمان اور عرب ممالک کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرنے اور عوام کو شیعہ اور سُنی، ترک اور کرد، عرب اور عجم، بنیاد پرست اور لیبرل، مسلمان اور قبضی کی تقسیم اور ان کے درمیان تصادم کی راہ پر ڈالنے کی سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں عوام اور حکمران سب کے لیے ضروری ہے کہ مخالفین کے کھیل کو سمجھیں اور اپنی صفوں میں انتشار اور خلفشار کو راہ نہ پانے دیں۔ ذاتی، گروہی اور دوسری عصبیتوں اور مفادات کی سطح سے بلند ہوں اور ایک دوسرے کو کھلے دل سے تسلیم کر کے مشترکات کی بنیاد پر تعاون کی راہیں استوار کریں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اسلام اور اُمت مسلمہ کے مفاد کی بنیاد پر نئی سوچ اختیار کی جائے اور مفاہمت اور تعاون کے ذریعے ایک دوسرے کی تقویت کا ذریعہ بنا جائے۔ ہم پوری دل سوزی سے مصر کے حکمرانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اخوان المسلمون اور دوسری اسلامی اور جمہوری قوتوں کو نشانہ بنانے کے بجائے انھیں اتحاد اسلامی اور تعمیر نو کی جدوجہد میں اعوان و انصار کا درجہ دیا جائے۔ اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ سب کے لیے خیر اور استحکام کا حصول ممکن ہوگا، جو اُمت کی تقویت کا باعث ہوگا۔ اور اس طرح مسلمان اپنے گھر کی اصلاح کے ساتھ انسانیت کی تعمیر نو میں ایک اہم کردار ادا

ترجمان القرآن: اپریل 2014ء